

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برکات رمضان

خطبہ جمعۃ المبارک کلم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد :- وعن عبد اللہ بن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اجود ما یكون حين یلقاه جبریل علیہ السلام وکان یلقاه فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالثیر من الریح المرسلۃ (او کما قال)

خداوند تعالیٰ کی خاص نعمت :- محترم بھائیو! ہم اور آپ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور یہ خداوند کریم کی ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس امت پر ہیں، سب سے بڑی نعمت ہے کہ ہمیں حضور اقدسؐ کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امت سمیت جنت میں داخل ہوؤں گا اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقا، سردار یا حاکم موجود ہو وہاں اس کا خادم خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا :- جب اللہ جل مجدہ نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہیے کہ ہم اپنے آقاؐ کے ہمدار اور روحانی والد سردار دو جہاں کے نقش قدم پر چلیں۔ ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور روحانی رشتہ جسمانی رشتہ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے، اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: "لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین" جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اس کی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں جب تک وہ شخص مومن نہیں کہلا سکتا۔

صحیح اولاد وہی ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کی صحیح اتباع اور پیروی اختیار کر لے اور جو اپنے والدین کے نقش قدم پر نہ ہو لوگ اسے نااہل اور ملاقح سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا امتی ہے جو حضور اقدسؐ کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دھوئے کرے مگر اپنے نبی کریمؐ کی اتباع نہ کر سکے وہ دعویٰ میں غلط ہے اور یہ دعویٰ اس کے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوند کریم کے خاص کرم کا

مہینہ ہے خداوند کریم نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات و کرامات کئے ہیں اور کر رہا ہے اس کی نعمتیں تو لاتعداد و لا تحصى ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح ہماری زندگی، ہمارا وجود، یہ آنکھ، ناک، کان، ہاتھ پاؤں دل و دماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ زمین، ہوا، پانی، غلہ، پھل، پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہ نے زمین کے دسترخوان پر ہمارے لئے بچھا دیا۔ پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنادیا، اپنا خلیفہ بنادیا، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلط دیا تاکہ وہ اسمیں تصرف کرتا رہے۔ یہ خاص انعام ہے۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کی ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے۔ انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہمکلامی سے مشرف کیا۔ چچہ کلام کا مخاطب بنایا اپنے کلام کے نزول کا اہل بنادیا، اس کی افہام و تفہیم اور اس کی تلاوت کرنے سے نوازا۔ ہر نعمت اس کی بلے حد ہے مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریمؐ کو مبعوث فرما کر ان کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا، اور ہمیں اس قابل کر دیا کہ اس کی تلاوت کریں اسے سنیں اسکو سمجھیں اس پر عمل کریں اس پر غور و فکر کریں۔ یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور ائتمان ذکر فرمایا ہے: موقد لیسنا القرآن للذکر فصل من مذكر۔ ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنادیا۔ قرآن مجید خدا کا کلام نفسی ہے اور خدا کی ذات و صفات کا تحمل اور اک اور فہم ہمارے اذنان سے باہر کی چیز ہے تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس — کلام لفظی کا شکل دیکر اسے آسان کر دیا۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورۃ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے، وہاں ملائکہ جمع ہو کر عرش تک اوپر نیچے پرے لگا دیتے ہیں ارد گرد گھیرا ڈال دیتے ہیں۔ ”حفظتم الملائکہ و عشتہم الرحمۃ“ کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کے مورد سیکیں اور اسے سن سکیں۔ تو شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کی فضیلت و منقبت صرف اس امت کو حاصل ہے۔ اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نوازا مگر ان کو کتابیں دیں کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو رات شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اس کو کلام نہیں کہہ سکتے۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق۔ کتاب الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر حکم مطلق

کرے اور آواز و صوت پیدا ہو اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات کھدو، اس کو کتب کہیں گے اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کر دیا مشافہتہ کہ کانوں سے سن لے تو اس کو کلام کہیں گے۔ تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اس کے الفاظ معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل جلالہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ بنا دیا اور تلاوت اس کی آسان بنادی۔

ماہ رمضان کی برکتیں :- تو اس مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے، ایک تسبیح سبحان اللہ کے کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کے برابر اجر ہے۔ ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ہے۔ ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ :- اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے کہ جہنم کے شدائد میں کمی آ جاتی ہے، جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں تو حدیث میں آتا ہے کہ دوزخیوں کو جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہ اس کی بدلو، گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہے ان کے لئے جنت کے دروازے قبر میں کھول دیے جاتے ہیں اور وہاں کی روح درحکمان خوشبو اور تازگی ان تک پہنچتی ہے۔ ”القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرة من حفر النیران“ قبر یا تو جنت کے باغچوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ تو لوگ برے اعمال اور فسق و فجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے ان کو کچھ چھٹی مل جاتی ہے اور قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔

جہنم والوں کو رمضان کا فائدہ :- اس طرح اگر کوئی گنہگار رمضان ہی میں مر گیا تو جیسے کہ جہنم چھٹی کے دن بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی مجرم کو پکڑ لیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں۔ پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جاسکتا ہے۔ ملاقات بھی خوش واقارب کر سکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہاں داخل کر دیا تو سب رعایتیں ختم ہو جاتی ہیں تو اگر یہ شخص گنہگار ہے اور مستحق جہنم ہے، اس مہینہ میں مرجائے تو ختم رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

حدیث کا دوسرا مطلب :- حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے، رمضان میں نیکی لے دروازے

کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے دروازے اعمالِ صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں ہر نیکی کے بدلہ ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے ہر رات آواز آتی ہے غیب سے کہ دیباغی الخیر اقبل۔ اے خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ۔ یہی وقت ہے نیکی کا۔ ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ۔ نماز پڑھ لے۔ اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر دے۔ دیباغی الخیر اقص۔ اور اے شر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جاؤ، ذرا ٹھہرا۔

شیاطین قید ہونے کے باوجود گناہ کیوں صادر ہوتے ہیں :- رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری، قتل، جوا، زنا اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگتا ہے کہ اس کے ورغلانے کی وجہ سے گناہ ہوا مگر یاد رکھئے رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگا سکتے کہ اسے تو رمضان کے آنے ہی سے ٹھکڑیاں لگ جاتی ہیں اور اس کو سمندر کی نہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ”صعدت الشیاطین ومردہ الجن“ میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں، لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف ہو گیا۔ لاکھوں مواظ سے اس کا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آنے ہی لوگوں میں تبدیلی آجاتی ہے اور اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں مگر گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں۔ مگر جس مرد و عورت کا رمضان بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہوا تو سمجھ جائیے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں، وہ خود شیطان بن چکا ہے کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے۔ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ”ان اعدیٰ مدوک نفسک اللتی بین جبئیک“ یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔

نفس امارہ کی کارستانیال :- یہ نفس جب تک مطمئنہ اور لواہ نہ بن جائے تو اس کے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے، خالق ہے، مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں۔ مگر نفس نے جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے؟ تو نفس نے جواب دیا کہ۔ ”انت انت وانا انا“ تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہ کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں، نواب ہوں، خان ہوں، پٹنن ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں؟ میرے ساتھ کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ میں تو لعل و جواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بددیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے۔

ایک عجیب خیال :- اور اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بددینی کو اس پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کو جھنڈا سر بلند نہیں کیا۔ اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا، مگر اب تو ہم کافی عرصے سے آزاد ہوئے ہیں، غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور قوانین سے روک رہا ہے۔ اب یہ لوگ کیوں بددین ہیں بلکہ اس حالت سے بھی بڑھ چکے ہیں۔ گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی کرتے ہوئے مرے ہیں تو شاید خدا تمہیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجہ پڑ گیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے، دل نرم ہو گئے، باجماعت نماز پڑھنے لگے پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا، اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے۔ اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جائے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا۔

”ظالمونی ولوموا انفسکم“ مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا۔ تو بھائیو! یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ رمضان میں بھی ہم نماز نہ پڑھ سکیں، اور نہ چوری، جوا، جھوٹ، فریب چھوڑ سکیں۔ ہر رات آواز آتی ہے یا باغی الخیر اقبل“ اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں آگے بڑھ۔ ویاباغی الشراقصر۔ اے شر کے طلبگار اب ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شر کے دروازے اور جنم کے دروازے بند کر دیئے، تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑ دے، ذرا شرم و حیا خداوند کرم سے کرا اور برائی چھوڑ دے۔

روزے کا اجر خاص :- رمضان کی رحمتوں میں بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”الصوم لی وانا اجزی بہ“ روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہوگا وہی روزہ رکھے گا۔ روزہ کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اس میں ریاض نمود نہیں آ سکتی جو روزے رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا ہے۔ اللہ کھانا نہیں، غنی ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے ان تمام چیزوں سے، تو اس کا غلام بھی انہی چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی اللہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے۔ جیسا کہ حاکم و بار بار منعقد کر کے کسی کو بلاتھا ہے اور خاص اپنے ہاتھ سے اسے تمغہ سے نوازتا ہے۔ دوسرے وسائل اور ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بننا

ہے۔ ایک دوسری قرأت ”انا اجزی بہ“ کی ہے کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اس کی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا۔ تمام عالم کا بادشاہ، عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دے گا :- ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے۔ مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا۔ تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی کہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں۔ مظلوم سب کچھ لے گا۔ مگر یہ روزہ اس وقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا۔ یہ نیکی محفوظ رہے گی۔ ”الصوم جتہ روزہ ایک ڈھال ہے۔

رمضان اور نزول قرآن کا باہمی تعلق :- پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کر دی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنادیا۔ یہ طالب علمی کا نصاب ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو، پیاسا ہو، راتوں کو جاگتا ہو، ایک سو ہو کر ایک ہی طرف کار ہے، توجہ ایک طرف ہو جائے رات کو قرآن تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے قصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ عملی تربیت ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا۔ ”شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن“ خداوند کریم نے بیت العزت سے آسمان دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا۔ ”انا انزلناہ فی لیلة القدر“ پھر بیت العزت سے نزول جو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چلتیے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں۔ رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور پھر ہمارے اکابر امام الوضیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ تو ہر دن اور ہر رات ایک ختم فرمایا کرتے۔ ان حضرات نے رمضان کا کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا۔ اگر تلاوت نہ کر سکیں تو استغفار، تسبیح اور تہجد اور ذکر تو کر سکتے ہیں۔ ان امور میں غفلت نہ کریں۔

حدیث شریف :- حدیث کی تشریح کے لئے تو وقت نہیں رہا۔ البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سچی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات فرماتے اور جبریل علیہ السلام رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے

ملقات فرماتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز جاتے تھے۔

سختاوت اور جود میں فرق :- حدیث شریف میں لفظ جود ہے۔ سختوت اور جود میں فرق ہے۔ سختوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے اور جود اعطائینی لمن ینمی کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے۔ صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شے بھی جس کے لئے مناسب ہو اسے دیدی جائے۔ بلا امتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگان علوم کے لئے افاضہ معلم کرنا، گم کردہ راہوں کے لئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود۔

حضور اکرمؐ کی جود :- تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجود الناس تھے۔ آپؐ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سختوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے، پیغمبر کی سختوت کی بھی نظیر نہیں۔ بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کر دیا۔ اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہی جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لائے فرمایا یہ ٹکڑا گھر میں تھا میں نے اس لئے جلدی کی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھولدار گدا بکھا ہوا دیکھا تو فوراً واپس تشریف لے آئے حضرت ام المومنین گھبرا گئیں۔ عرض کیا کہ حضرت کیوں واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا مالی وللدنیا ہمارا دنیا سے کیا تعلق۔ عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لئے یہ تکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کر دیا۔ ایک خاتون بڑے اشتیاق سے ایک تہ بند لائیں۔ عرض کیا کہ حضرت آپ اسے پہن لیں۔ حضور اکرمؐ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر چھو اور کہا یہ تو بہت عمدہ ہے دیدیکھئے۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے، پرانا تہ بند پہنا اور اس کو تہ کر کے اس صحابیؓ کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے اس صحابیؓ کو ملامت کی تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے تہ بند مانگا کہ اس کا اتصال آپؐ کے بدن مبارک سے ہو چکا ہے تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا۔ عروہ حسنین کے موقع پر بہت سے دیہاتیوں نے آگھیرا کہ کچھ عنایت فرمائیے۔ ہم آپکا مال نہیں مانگتے آپکے باپ کا مال نہیں مانگتے، اللہ کا مال مانگتے ہیں۔ آپ ان کی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے اور نہ برمانے اور برابر مال دیتے رہے، حتیٰ کہ اثرو عام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں الجھ گئے فرمایا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے

پاس مولیٰ ہوتے تو سب کو تقسیم کر دیتا۔ یاد رکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار دقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تقسیم کر دیئے۔ یہ ہے آپ کے شانِ جود کا ادنیٰ کرشمہ۔

حضورؐ کا تخلق باخلاق اللہ :- مگر رمضان شریف میں حضورؐ کا جود بہت بڑھ جاتا تھا، کیونکہ رمضان شریف میں خداوند کریم کا جود لامتناہی اور بے شمار ہوتا ہے تو ”تخلّقوا باخلاق اللہ“ کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوند کریم کی جود کی رمضان شریف میں یہ حالت کہ ”الصوم لی دانا اجزی بہ“ اور ”من قام رمضان ایماناً و اھساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ“ جو شخص رمضان میں ایمان و یقین کے ساتھ جسبہ للہ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے والوں اور عبادت گزار کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جود بھی حد سے زیادہ ہو جاتا تھا اور جس طرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضورؐ پر نور اس ماہ مبارک میں جود و کرم زیادہ فرماتے تھے، خصوصاً اس وقت جب کہ رمضان کی راتوں میں جبریل علیہ السلام آکر قرآن مجید کا دور فرماتے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور الی وجہ سے علمی و عملی ترقیات ہوا کرتی ہیں اور حضورؐ کے کمالات میں جس قدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں، اسی قدر جود میں بھی ترقی ہوتی تھی، تاکہ یہ کمالات اپنی ذات تک محدود نہ رہیں بلکہ جاری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے تھے تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت اپنی ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے چھوٹی جاتی ہیں جو زندگی کا مدار ہیں اسے بھی آپ کا جود زیادہ ہوا کرتی تھی۔ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہیے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے اور جود و سخا کی صفت اپنے اندر پیدا کریں تاکہ پیغمبرؐ کے نفل قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔

((((واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین))))))

نوٹ

مقالہ نگار و مضمون نویس حضرات توجہ فرمائیے

لہذا ”الحق“ آپ جن حضرات کو یہ اطلاع دیا ہے کہ احمد اپنی قیمتی مکتوبات صاف خوشحال اور کاغذ کے ایک طرف ہوتی چاہیں۔ نوٹسٹ کاپی بالکل ارسال نہ فرمیں، کیونکہ اکثر اوقات وہی مضمون دوسرے مسخر رسائل میں بھی چھپا رہا ہے۔ چونکہ ”الحق“ اور دیگر تمام دینی جرائد کا طبع ایک ہی ہے اس لئے اس سے صرف جہرین بلکہ رسالہ کی مکتب پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ جن مضمون ”الحق“ کے چھ مکتوبات سے زیادہ نہ ہو۔ مگر زیادہ ہو تو مضمون کی مصیبت انقلاب اور مکتب کو دکھ کر واضح کیا جائیگا۔ (لہذا)